اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کی اجازت دینا شیطان مردود کے لیے ایک دروازہ کھول دینا ہے اور مسلمانوں خاص کرنا دار مسلمانوں کو سخت مصیبت میں ڈال دینا ہے۔ خدا سے دعا ہے کہ ہم کو صراطِ مستقیم پر ثابت قدم رکھے۔'' [احکام شریعت]

تیجے کی دلیل: (۱) فریق مخالف کا بیان ہے کہ: ''جب رسول اللہ ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کی وفات ہوئی تو تیسرے دن ابوذر غفاریؓ نے کھجوریں، دودھ اور جو کی روٹی آپ ﷺ کے سامنے رکھی اور آپ نے ان پر سورہ فاتحہ اور ﴿قل هو الله أحد ۝﴾ پڑھ کر دعا فرمائی اور ابوذر غفاری ؓ سے فرمایا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کردو۔ اور ارشاد فرمایا کہ ان اشیاء کا ثواب میرے لخت جگر ابراہیم کو پہنچے۔''

اس روایت سے تیجا بھی ثابت ہوا اور کھانا سامنے رکھ ختم شریف پڑھنے کا ثبوت بھی ملا۔ اور یہ بھی خود فریق مخالف کا بیان ہے کہ یہ روایت حضرت ملا علی قاریؒ نے کتاب ''اوز جندی'' میں تحریر فرمائی ہے۔

الجواب: مولانا عبدالحی لکھنویؒ لکھتے ہیں: ''نہ کتابِ اوز جندی از تصانیف ملا علی قاری است، ونہ روایت مذکور صحیح ومعتبر است، بلکہ موضوع وباطل، براں اعتماد نشاید در کتب حدیث نشانے از ہیچو روایت یافتہ نمے شود۔'' [مجموعہ فتاویٰ]

(۲) مفتی احمد یار خان صاحب لکھتے ہیں: انوار ساطعہ ص ۱۴۵ اور حاشیہ خزانۃ الروایات میں ہے کہ ''حضور علیہ السلام نے امیر حمزہ ؓ کے لیے تیسرے، ساتویں اور چالیسویں دن اور چھ ماہ اور سال کے بعد صدقہ دیا۔'' یہ روایت تیجہ، ششماہی اور برسی کی اصل ہے۔ [بلفظہ از جاء الحق]

الجواب: مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ ایسی موضوع اور جعلی روایات سے شرعی مسائل حل نہیں ہوتے۔ حدیث نبوی جب بھی پیش ہو تو سند کے ساتھ ہونا چاہیے یا معتبر حضرات محدثین کرام سے تصحیح کی وضاحت ہونا چاہیے۔ محض روایات یا حدیث کا نام لینا ہرگز کفایت نہیں کرتا۔

(۳) عوام الناس میں جمعرات کے دن صدقہ وخیرات کرنے کی بھی ایک رسم جاری ہے۔ اس کی بھی شریعت میں کوئی اصل نہیں۔ کسی نے خان صاحب بریلوی سے سوال کیا کہ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ فلاں درخت پر شہید مرد ہیں اور فلانے طاق میں شہید مرد رہتے ہیں۔ اس درخت اور اس طاق کے پاس جا کر جمعرات فاتحہ شیرینی اور چاول وغیرہ پر دلاتے ہیں...... خان صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں: ''یہ سب واہیات وخرافات اور جاہلانہ حماقات وبطالات ہیں۔ ان کا ازالہ لازم ہے۔ ﴿ما أنزل الله بها من سلطان﴾ [سورۃ یوسف ۴۰، النجم ۲۳، بلفظہ احکام شریعت]

باب الفتاوی

بگلے کی حلت، ایفائے عہد

مولانا عبدالستار حماد - حفظہ اللہ

انتخاب: عبدالرحیم روزی

سوال: فصلوں میں پایا جانے والا ''سفید بگلا'' حلال ہے یا حرام ؟ (محمد علی سیالکوٹ)

جواب: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''حلال وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور جس سے خاموشی اختیار کی ہے وہ ان اشیاء میں سے ہے جن سے اس نے درگزر کیا ہے۔'' [سنن ابن ماجه الذبائح باب ٦٠ ح٣٣٦٧ حسنه الألباني]
لہٰذا اصل کے اعتبار سے ہر چیز حلال ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ ''اللہ نے تم پر رحم کرتے ہوئے کچھ چیزوں سے خاموشی اختیار کی ہے ان کی کریدمت کرو۔'' [دار قطنی ٤/١٨٣]

جانوروں کی حلت اور حرمت کو مندرجہ ذیل امور سے معلوم کیا جا سکتا ہے:

۱۔ شریعت میں اس کی حرمت پر نص موجود ہو، مثلاً گھریلو گدھے اور ہر کچلی والا درندہ اور ہر چنگل والا پرندہ۔

۲۔ جن جانوروں کو ہلاک کرنے کا حکم دیا گیا ہو، مثلاً چوہا، سانپ، چیل وغیرہ۔

۳۔ جن جانوروں کو قتل کرنے سے منع کیا گیا ہو مثلاً مینڈک، بلی وغیرہ۔

۴۔ جو چیز انسان کے لیے جسمانی طور پر ضرر رساں ہو مثلاً زہر۔

۵۔ جو چیز عقل کو نقصان پہنچاتی ہو جیسے تمام نشہ آور اشیاء۔

۶۔ جو جانور مردار کھاتا ہو جیسے گدھ وغیرہ۔

۷۔ جسے ناجائز طریقے سے ذبح کیا گیا ہو مثلاً غیر اللہ کے نام پر قربانی اور کافر کے ذبائح۔

''بگلا'' مذکورہ بالا امور میں سے کسی قاعدے کی زد میں نہیں آتا، لہٰذا یہ حلال ہے۔ واللہ اعلم

[ہفت روزہ اہلحدیث ١٠ صفر ١٤٣٠ھ]

ایفائے عہد کا عدالتی طور پر لزوم

سوال: ایک شخص کے چند بیٹے عدالت کے روبرو باہمی معاہدہ کرتے ہیں کہ جو بیٹے کاروبار کریں گے وہ دینی اور رفاہی خدمات کا خرچ بھی برداشت کرتے رہیں گے۔ عدالت نے اس معاہدے کی توثیق کرتے ہوئے فیصلہ سنا دیا۔